ابو سعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اسلام

وقت 5-7 منٹ

مذہب میں۔ با اختیاری اور خود مختاری کہاں تک جائز ہے؟

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّۃٍ ضُعۡفًا وَّ شَیۡبَۃً ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡقَدِیۡرُ (الروم:55)

کہ اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ایک ضُعف (کی حالت) سے پیدا کیا۔ پھر ضُعف کے بعد قوت بنائی۔ پھر قوت کے بعد ضُعف اور بڑھاپا بنا دیئے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ دائمی علم رکھنے والا (اور) دائمی قدرت والا ہے۔

اپنی اِس عمر کو اِک نعمتِ عظمیٰ سمجھو
بعد میں تاکہ تمہیں شکوۂ ایام نہ ہو
حُسن ہر رنگ میں اچھا ہے مگر یاد رہے
دانہ سمجھے ہو جسے تُم وہ کہیں دام نہ ہو

معزز سامعین! آج کل نوجوان نسل اور ٹین ایجرز میں یہ رجحان بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے کہ ہم عمر کے ایسے حصّہ میں ہیں کہ ہم اچھے اور بُرے میں تمیز کرسکتے ہیں۔ ہم سوچ رکھتے ہیں۔ ہم عقل رکھتے ہیں۔ اس لئے ہمیں با اختیار اور خود مختار بنایا جائے۔ اس سے قبل خاکسار ”مذہب میں۔ آزادی اور روشن خیالی کہاں تک جائز ہے؟“ پر ایک تقریر کر چکا ہوں۔ آزادی کو با اختیاری اور خود مختاری سے مَیں نے اس لئے الگ رکھا ہے کہ آزادی کے جو معنی نوجوان نسل کرتی ہے وہ تو ہرگز نہیں دی جاسکتی لیکن خود مختاری اور با اختیاری اپنے اندر منفی پہلوؤں کے ساتھ مثبت پہلو بھی رکھتی ہیں۔ ہمارے نوجوان اور ٹین ایجرز میں اعتماد اور Confidence اور ٹرسٹ پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں حدود میں رہتے ہوئے با اختیار بنایا جائے، تا جب وہ کوئی جماعتی عہدہ سنبھالیں تو اُن میں اعتماد نظر آئے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ایسے بچے جن کے ماں باپ یا فیملی میں بڑے اُنہیں ہر وقت ٹوکتے رہتے ہیں اور اُن کے اندر اعتماد پیدا نہیں کرتے تو اُن کا اپنے سے یقین اُٹھ جاتا ہے، خود اعتمادی جاتی رہتی ہے اور بچے احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب مَیں آپ حاضرین کے سامنے ایک دو مثالوں سے اِس پہلو کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سورۃ الصافّات آیت 102-103 میں ایک اسلامی واقعہ کا ذکر ملتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کی خواب دیکھی۔ آپ حضرت اسماعیلؑ کے والد محترم تھے۔ اگر چاہتے تو آپ اپنی خواب پر خود تعمیل کرسکتے تھے۔ مگر آپ نے اپنے ننھے مُنّھے ہونہار بچے کے سامنے اپنی خواب رکھ کر اُن سے رائے لی تو اِس وفادار بچے نے فرمایا یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ (الصّٰٓفّٰت:103) کہ اے میرے باپ! جو کچھ تجھے خدا کہتا ہے وہی کر تو ان شاء اللہ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

آج تقریر کے عنوان کے تناظر میں اگر اِس واقعہ کو دیکھیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اُس وقت جب وہ تیز چلنے اور دوڑنے کے قابل ہوا تو اعتماد میں لینے کے لئے اُن کے سامنے خواب رکھی۔ گویا کہ والد نے بچے پر Trust کیا اور بچے نے بھی نہایت پُر اعتمادی اور با اختیاری کے ساتھ جواب دیا۔

ذیل کی آیت سے بھی یہ استنباط ہوسکتا ہے کہ جب بچہ مضبوطی کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کو عام دنیوی امور میں آزاد کر دینا چاہیے اور خود مختاری و با اختیاری کا بھی وہ حق بجانب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَقۡرَبُوۡا مَالَ الۡیَتِیۡمِ اِلَّا بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ حَتّٰی یَبۡلُغَ اَشُدَّہٗ (الانعام :153)

کہ یتیم کے مال کے قریب مت جانا مگر ایسے طریق سے جو بہت ہی پسندیدہ ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور میں بہت سے نَونہالان اور نوجوان خدمت کے لئے حاضر رہتے تھے۔ اُن میں سے ایک حضرت انس بن مالکؓ بھی تھے جن کی عمر 9 سال بیان کی جاتی ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو ایک خفیہ مہم پر اِس تاکید کے ساتھ بھجوایا کہ اس کام کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اس اہم مفوّضہ کام کی سرانجام دہی میں کچھ دیر ہوگئی اور آپ اپنے گھر تاخیر سے پہنچے۔ والدہ نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو بیٹے نے کہا۔ ماما! مجھے حضورؐ نے کسی کام بھجوایا تھا۔ والدہ نے کام کی نوعیت جاننے کی کوشش کی تو بچہ بولا! نہیں ماما! مَیں نہیں بتا سکتا۔ حضورؐ نے مجھے منع کر رکھا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس وقت اجلّ قسم کے باوفا صحابہ موجود تھے۔ مگر حضورؐ نے ان تمام کو چھوڑ کر ایک طفل کو کام کے لئے بھیجا۔ کس لئے اور کیوں؟ اعتماد پیدا کرنے کے لئے، بااختیاری پیدا کرنے کے لئے اور خود مختار بنانے کے لئے۔ جنگوں اور غزوات میں نوجوانوں کو شامل کرنا، اُن کے درمیان کُشتی کروانا۔ اُن کے ہاتھ ماپنا، معوّذ اور معاذ کو ابوجہل کے دائیں بائیں کھڑا کرنا، یہ سب ان بچوں کی حوصلہ افزائی، انہیں Encrouge کرنے کے لئے تھا۔ انہیں پُر اعتماد بنانا، انہیں بااختیار بنانا اور خود مختاری سکھلانا تھا۔

سامعین! اللہ تعالیٰ نے بااختیار ہونے اور خود مختاری کو قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر اچھے معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ جیسے سورۃ البلد آیت 11 میں ھَدَیۡنٰہُ النَّجۡدَیۡنِ اور سورۃ الدھر آیت 4 میں اِنَّا ھَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوۡرًا میں بیان ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الثالثؒ سورۃ الدھر کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا پھر اِس کو مختلف قوتیں اور طاقتیں، صلاحیتیں اور استعدادیں عطا کیں اور اِن قوتوں اور صلاحیتوں کو نشوونما دینے اور اِن کو ہلاکت سے بچانے کی ہدایت دی۔ گویا ہدایت اور گمراہی کے دونوں راستوں کی نشاندہی کرنے کے بعد فرمایا۔ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوۡرًا۔ اے انسان! ہم تجھے صاحبِ اختیار بنانے ہیں اگر تُو چاہے تو خدا تعالیٰ کا شُکر گزار بندہ بن اور جو تجھے کہا گیا ہے اُس کے مطابق عمل کر اور خدا تعالیٰ سے انعام پا اور اگر چاہے تو ناشکری کر اور اُن ہدایتوں کا نافرمان بن اور نافرمانی کے نتیجہ میں اِس دنیا میں بھی گھاٹا تیرے نصیب میں ہوگا اور اُخروی زندگی میں خدا تعالیٰ کے قہر کے عذاب میں تجھے جلنا پڑے گا۔“

(خطباتِ ناصر جلد ہفتم صفحہ 243-244)

اس ضمن میں اوپر بیان مضمون کی تائید میں تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی ۪ وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ (المائدہ:3) کی آیت بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ نوجوان بچے اپنے والدین کے ساتھ نیکی اور تقویٰ میں مکمل تعاون کریں۔ اثم اور عدوان پر تعاون نہ کریں۔ آزادی کا خیال، بااختیار ہونے کا رجحان اور خود مختار ہونے کا ناجائز مطالبہ گناہ اور عدوان میں شامل ہے۔ ہر انسان کی حدود و قیود ہیں۔ اگر نوجوان نسل کو اسلامی تعلیم کا پابند رہنے کی درخواست کی جاتی ہے تو اُس کے والدین کو بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے نوجوان سے برتاؤ کرنا ہے۔ جس کا ذکر ان شاءاللہ تقریر نمبر 3 میں کر رہا ہوں۔

سامعین! اِن الفاظ کے منفی پہلوؤں کے حصّے میں داخل ہونے سے قبل اِن الفاظ کے لغوی معانی بیان کر دوں۔ ”اِختیار“ کے معنی میں حکم چلانے کی اہلیت، کسی چیز کو چُننے کا حق (انتخاب) اور کسی معاملے پر پورا تصرّف حاصل ہونا کے ہیں۔ اس کے دیگر معنی اقتدار، حاکمیت، بس چلنا یا کسی کام کو کرنے کے استحقاق بھی ہیں۔

اِختیار کے تحت لکھا ہے کہ کسی شخص یا ادارے کی وہ صلاحیت جس کی وجہ سے اس کا اثر و رسوخ قائم ہو اور وہ اپنا حکم چلا سکے۔ اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کی قدرت، حسب دلخواہ اثر و نفوذ کی طاقت، قابو، غلبہ، قبضہ۔ اِختیار کے معنی آزادی کے مفہوم کے قریب قریب ہونے کے باوجود اچھے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ خود مختاری کے معنی کسی ریاست، حکومت یا علاقے کی آزادی اور اپنی مرضی سے فیصلے کرنے کی صلاحیت ہے، جس میں کوئی بیرونی طاقت دخل اندازی نہ کر سکے۔ خود مختار کے تحت لکھا ہے کہ اپنی حکومت اور معاملات چلانے میں مکمل طور پر آزاد ہونا اور کسی بیرونی دباؤ یا اثر و رسوخ کے بغیر اپنے فیصلے کرنا۔

سامعین! تقریر کے عنوان میں بیان مضمون کو قرآن کریم کے مختلف مقامات سے استنباط کیا جاسکتا ہے۔ جو آیت تقریر کے آغاز میں مَیں نے تلاوت کی ہے۔ وہ اِس مضمون کے منفی پہلو کو اُجاگر کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ضعیف اور کمزور پیدا کیا ہے۔ وہ ایک دَور تک کوئی چیز پکڑنے کے قابل نہیں ہوتا۔ ایک لمبا عرصہ وہ

دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ پھر اُسے طاقت اور قوّت دی جاتی ہے وہ بھی مستقل نہیں ہوتی۔ اُس کے بعد بڑھاپا آلیتا ہے جو اُسے اپنے بچپن کا دَور یاد کرواتا ہے۔ انسان کی زندگی کو اگر تین ادوار میں تقسیم کریں یعنی بچپن، جوانی اور بڑھاپا تو دو ادوار تو ضعف اور کمزوری میں گزر جاتے ہیں۔ صرف ایک دَور اُس کی جوانی کا بچتا ہے جس پر وہ بہت اِتراتا ہے اور بااختیار اور خود مختاری کا مطالبہ کرتا ہے۔ اُسے یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اِس سے قبل کیا تھا اور آئندہ کیا ہونے جارہا ہے۔ اِس جوانی میں تُم اپنے والدین سے بااختیاری اور خود مختاری مانگنے جارہے ہو۔ یہ دَور ایسا ہے جس میں تمہاری اپنی اولاد بڑی ہو رہی ہے اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ تم سے بااختیاری اور خود مختاری کا مطالبہ کرنے والی ہے۔ اس لئے اسلام نے نوجوانی کے دَور کی جو حدود و قیود مقرر کر رکھی ہیں۔ اِن کو Follow کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو اور والدین اور بڑوں کی اطاعت کا دامن نہ چھوڑو۔ وہ تُم سے زیادہ تجربہ کار ہیں۔ وہ اِس دَور سے گزر چکے ہیں جس دَور سے تم گزر رہے ہو۔ اُن کے پاس تجربات ہیں۔ مشاہدات ہیں۔ اُن کے تجربہ سے فائدہ اُٹھاؤ۔

حضرت مصلح موعودؓ بانیٔ خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ، نوجوان طبقہ سے اپنے خطابات میں ایک کہاوت اکثر سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ لڑکی والوں نے باراتیوں پر یہ شرط عائد کی کہ تمام باراتی نوجوان لڑکوں پر مشتمل ہو۔ کوئی بوڑھا شخص ساتھ نظر نہ آئے۔ لڑکے والے اس شرط کو سُن کو بہت پریشان ہوئے۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ نجانے لڑکی والے کیا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ایک بوڑھا سگھڑ شخص بارات کے ساتھ اس ہدایت کے ساتھ روانہ کر دیا کہ تم نے گاؤں میں داخل نہیں ہونا۔ گاؤں کے باہر کسی درخت کے نیچے بیٹھے رہنا ہے۔ اگر ان نوجوان باراتیوں کو کوئی مشکل در پیش آئے تو انہیں مشورہ دے دینا۔ کہاوت میں لکھا ہے کہ جب نوجوان باراتی لڑکی کو لینے کے لئے گاؤں پہنچے تو لڑکی والوں نے کہا یہ 100 بکرے ہم نے آپ کی مہمان نوازی کے لئے رکھے ہیں۔ ہم ذبح کر کے کھانا بناتے ہیں اگر آپ اِسے کھا گئے تو ہم لڑکی کو آپ کے ساتھ روانہ کر دیں گے۔ یہ 20-22 لڑکے بہت پریشان ہوئے کہ ہم کیسے یہ سو بکرے کھائیں گے۔ یہ نوجوان باراتی لڑکی والوں کو یہ کہہ کر کہ ہم مشورہ کر لیں گاؤں سے الگ ہو کر بوڑھے کے پاس آئے۔ بوڑھے نے ساری بات سُن کر جواباً کہا کہ پریشان کیوں ہوتے ہو۔ انہوں نے اگر شرط لگائی ہے تو آپ بھی ایک شرط عائد کر دیں اور وہ یہ کہ آپ ایک ایک کر کے بکرا ذبح کریں اُسے پکائیں جب آپ اُسے کھالیں تو پھر وہ دوسرا بکرا ذبح کر کے سالن تیار کریں۔ اتنے عرصہ میں آپ گھبرو جوان ہیں کھیل کود کرنا، گاؤں وغیرہ کا چکّر وکّر لگانا۔ دوسرے بکرا تیار ہونے تک پہلا بکرا ہضم ہو چکا ہو گا۔

جب نوجوان باراتی یہ تجویز لے کر لڑکی والوں کے پاس گئے تو لڑکی والوں نے بے ساختہ کہا کہ تمہارے ساتھ کوئی زیرک بوڑھا موجود ہے جسے تم الگ کر آئے ہو۔ یہ کہاوت کئی اور طرح سے بھی مروی ہے لیکن تقریر میں اتنا وقت نہیں کہ مَیں ان تمام versions کو بیان کروں۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”پس احمدی خوش قسمت ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ان کو احمدی گھروں میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور کچھ کو احمدی ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور ان باتوں سے بچا کے رکھا جو باغیانہ روش پیدا کرتی ہیں۔ بعض احمدی بچیوں میں بھی ردّ عمل ہوتا ہے، ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ غیر آ کر ہمارے سے متاثر ہوتے ہیں اس لئے کسی بھی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کی جو خوبصورت تعلیم ہے یہ ہر ایک کے لئے ایسی تعلیم ہے جس کا فطرت تقاضا کرتی ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔“

(خطبہ جمعہ 5؍ستمبر 2014ء)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡